(غلام گردش)

بے جان مٹی

دنیا مختلف مما لک میں تقسیم نظر آتی ہے۔تمام لوگ جغرافیائی حدود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دوسرے ملکوں کا ویزہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ تمام ملک دیکھنے میں جزوی طور پر جدا ہونے کے باوجود جڑے ہوئے ہیں۔ میری نظر میں یہ تفریق بھی کسی حد تک درست ہے۔مگر اگر غور سے دیکھا جائے تو دنیا صرف دو طبقوں میں تقسیم ہے۔امیر اور غریب۔ پاکستان کے امیر طبقے اور امریکہ کے امیر لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ بالکل اسی طرح کینیا کے غریب اور پسے ہوئے افراد اور پاکستان میں کچی بستیوں میں رہنے پر مجبور لوگوں میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں۔شائد رنگ اور جلد کا فرق نظر آئے مگر میری دانست میں اسکی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

میں اس وقت نیروبی میں ہوں۔ یہ کالم لائکو ہوٹل کی لابی میں بیٹھ کر لکھ رہا ہوں۔میں یہاں تقریباً چار پانچ دن سے قیام پذیر ہوں۔ یہ ہوٹل فورسٹار کے زمرے میں آتا ہے۔اس طرح کے درجنوں ہوٹل اور لاجز اس شہر میں موجود ہیں۔انتہائی جدید،خوبصورت اور دیدہ زیب! دنیا کی ہر آسائش یہاں موجود ہے۔کمرے بھی بہت آرام دہ اور پُر آسائش ہیں۔مگر اس ہوٹل میں صرف ایک چیز کی کمی ہے۔ یہ کمی میں نے پہلے دن محسوس نہیں کی۔دوسرے دن یہ تلخ حقیقت میرے سامنے آ کر دیوار کی طرح کھڑی ہوگئی۔المیہ یہ ہے کہ نیروبی اور کینیا میں آنے والے مغربی سیاحوں کی تعداد بہت کم رہ گئی ہے۔آپ یقین فرمایئے مجھے صبح ناشتہ کی جگہ پر تین دن کے بعد دو سفید فام سیاح نظر آئے۔مکالمہ میں معلوم ہوا کہ وہ سیاح نہیں ہیں بلکہ کاروباری لوگ ہیں۔سیاحت کے ساتھ کینیا میں وہی کچھ ہوا ہے جو پاکستان میں تیس برس سے مسلسل ہو رہا ہے۔یورپ اور امریکہ سے لوگ اب چھٹیاں گزارنے کیلیے دوسرے ملکوں کا رخ کر رہے ہیں۔

تکلیف دہ اَمر یہ ہے کہ دونوں ملکوں یعنی کینیا اور پاکستان میں سیاحوں کے نہ آنے کی وجہ بالکل ایک جیسی ہے۔دہشت گردی اور تشدد پسندی نے کینیا کے بخیہ ادھیڑ کر رکھ ڈالے ہیں۔یہاں اسلامی دہشت گرد تنظیم شباب انتہائی سرگرم ہے۔مجھے ٹی وی سے معلوم ہوا کہ چند دن پہلے چند دہشت گردوں نے ایک مقامی بستی پر حملہ کیا۔انہوں نے مردوں اور خواتین کی قطاریں بنوائیں۔اسکے بعد ان سے اسلام کے بنیادی ارکان پوچھنے شروع کر دیے۔جن اشخاص پر انہیں ہلکا سا بھی شائبہ گزرا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں، انہیں بے دریغ قتل کر دیا گیا۔صرف ایک واردات میں بیس سے زیادہ مظلوم لوگوں کو جانوروں کی طرح ذبح کر دیا گیا۔اس طرح کے اَن گنت واقعات یہاں تسلسل سے وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔

میں نے نیروبی کے سینئر مقامی افسروں سے اس معاملہ پر تفصیل سے بات کی۔دہشت گردی کی مسلسل وارداتوں نے اس پورے معاشرے کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔یہاں صدیوں سے مسلمان،عیسائی، ہندو اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ انتہائی پُر امن طریقے سے رہ رہے تھے۔کافی حد تک سماجی طور پر یہ توازن آج بھی برقرار ہے۔مگر دہشت گردی اس ملک کیلیے ایک بہت بڑا خطرہ بن چکی ہے۔ یہ لوگ ہماری حکومت کی دہشت گردی کے مسلسل جنگ سے بہت کچھ سیکھنا چاہتے ہیں۔انکی حکومت پاکستانی فوج اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے متاثر نظر آتی ہیں۔ مجھے دبے لفظوں میں کئی لوگوں نے بتایا کہ یہ پاکستان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دہشت

گردی کی اس بلا کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ انجام کیا ہوگا یا اس ملک میں خوف کی فضا کیسے کم ہوگی مگر انکی حکومت آج حالت جنگ میں ہے۔ ہر ہوٹل اور سرکاری ادارے میں جانے کیلیے چیکنگ کیجاتی ہے۔ اکثر چہروں پر اَن دیکھے خوف کے سائے نظر آتے ہیں۔

آپ اس معاشرہ کی رواداری پر غور فرمایئے۔ انکی اہم ترین سرکاری تقریبات میں ہر مذہب کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ مجھے سفارت خانے کے ایک افسر نے بتایا کہ انکے صدر یا وزراء کی حلف وفاداری کی تقریب کا آغاز قرآن حکیم کی سے تلاوت سے کیا گیا۔ اسی طرح دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں سے بھی مختلف جملے پڑھے گئے۔ اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ کابینہ اور شرکاء میں ہر مذہب کے پیروکار موجود تھے۔ یہ رواداری بہت حد تک آج بھی اس معاشرہ میں خوشبو کی طرح رچ بس چکی ہے۔ دہشت گردی سے یہ خوبصورت سماجی توازن عدم استحکام کا شکار ہوسکتا ہے! میں اس موضوع پر دوبارہ کچھ دیر بعد عرض کرونگا۔

رفیع الزماں کینیا میں پاکستان کے سفیر ہیں۔ تقریباً دس ماہ قبل یہ سٹاف کالج لاہور میں چھ ماہ کا کورس کرکے واپس آئے ہیں۔ سٹاف کالج میں میری اس شخص سے واجبی سی ملاقات تھی۔ سرکاری طرز پر ٹھنڈی برف کی طرز کے رسمی سے تعلقات! مگر ان چند دنوں میں رفیع الزماں کو پہچاننے اور جاننے کا ایک نایاب موقع ملا۔ مجھے چھ ماہ کے سٹاف کالج میں تربیت کے دوران یہ نہ پتہ چل سکا کہ وہ چوہدری خلیق الزماں کا پوتا ہے۔ اسکی رہائش گاہ پر میں نے دو نادر تصاویر دیکھیں۔ ایک تصویر جناب خلیق الزماں، سعودی عرب کے شاہی فرمارواکے بزرگ اور اردن کے موجودہ بادشاہ کے دادا کی ہے۔ سعودی عرب اور اُردن کے اوائلی فرمارو ا بھرپور جوانی میں دکھائی دے رہے تھے۔ اور اس تصویر میں ایک جھلک یہ بھی نظر آرہی تھی کہ یہ دونوں ملک پاکستان کی سیاسی قیادت سے کتنے متاثر ہیں! دوسری تصویر محترمہ نصرت بھٹو اور رفیع الزماں کی والدہ کی تھی۔ یہ انتہائی پُروقار تصویر تھی۔ نفاست اور سنجیدگی سے بھرپور! مگر اصل متاثر کن اَمر یہ تصاویر نہیں ہیں۔ جس شدت اور محبت سے رفیع الزماں اور انکی ٹیم پاکستان کی خدمت کررہی ہے، وہ جذبہ قابل قدر بھی ہے اور قابل تقلید بھی! ان لوگوں کا پاکستان سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے انتہائی قربت اور گرمجوشی کا تعلق ہے۔ رفیع میری نظر میں انتہائی منکسر المزاج، خاندانی اور شریف آدمی ہے۔ یہ بڑی ریاضت سے افریقہ کے اس اہم ملک میں پاکستان کیلیے نیک نامی کے رستے بنا رہا ہے۔

کینیا میں ہزاروں پاکستانی موجود ہیں۔ ان میں بہت سے لوگ دہائیوں سے یہاں موجود ہیں۔ یہ کاروبار پر چھائے ہوئے ہیں۔ گاڑیوں کے کاروبار کا نوے فیصد حصہ ان لوگوں کے پاس ہے۔ اسکے علاوہ ہر کاروبار میں آپکو پاکستانی نظر آئیں گے۔ خصوصی طور پر چاول کا سارا کاروبار بھی پاکستان سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا ہے۔

نیروبی میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت خاصی تشویش ناک ہے۔ شام ڈھلے جرائم بالکل عام سی بات ہے۔ اگر آپکے پاس پیسے نہیں ہیں اور آپ خدانخواستہ رات گئے چند جرائم پیشہ لوگوں کے ہتھے چڑھ گئے ہیں، تو معاملات بہت تکلیف دہ ہوسکتے ہیں۔ یہاں دو ماہ پہلے نیروبی شہر کے وسط میں ڈاکوؤں نے ایک سفیر کے انیس سالہ نوجوان کو صرف اسلیے قتل کردیا کہ اسکی جیب میں پیسے نہیں تھے۔ اس طرح کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں حکومت کی جانب سے اسلحہ پر مکمل پابندی ہے۔ مگر جرائم پیشہ لوگ ایک خاص طرز کی تلوار استعمال کرتے ہیں۔ اس شہر میں رات کو آزادی سے پھرنا ناممکن نہیں تو پھر بھی بہت مشکل کام ہے۔ ہمارے سرکاری وفد کو بار بار بتایا گیا کہ رات کو ہوٹل

سے باہر پیدل نہیں جانا چاہیے۔ ہرگھر کے باہر بڑی اونچی اونچی مضبوط دیواریں موجود ہیں۔امیرعلاقوں میں سی۔سی۔ٹی وی حفاظتی کیمرے اور برقی رو والی حفاظتی تاریں بالکل عام سی بات ہے۔عدم تحفظ کا یہ احساس ہرطرف موجود ہے!

کرپشن کی ہوش ربا کہانیاں ہرسطح پر گردش کررہی ہیں۔رشوت بالکل معمول کا حصہ ہے۔کوئی بھی کام سرکاری سطح پر پیسے کے لین دین کے بغیرنہیں ہوسکتا۔کرپشن کا یہ عفریب سیاسی اورسرکاری سطح پر مضبوطی سے براجمان ہے۔یہاں ایک پاکستانی تاجر کی گاڑی چوری ہوگئی۔پولیس کا ایک اعلیٰ افسر اسکی گاڑی واپس کروانے کیلیے کوشش کررہاتھا۔گاڑی واپس مل گئی۔مگراسکے ساتھ ساتھ اس تاجر کے دفتر آکرایک لاکھ روپیہ وصول کیا گیا۔یہ اس اعلیٰ پولیس افسر کی محنت کی غیرسرکاری فیس تھی۔مگررشوت کوکسی طریقے سے بھی غیر معمولی حیثیت کا حامل نہیں سمجھا جاتا۔یہ اب اس ملک کے سماج کا حصہ بن چکی ہے۔آپ خوداندازہ کیجئے،کہ دہشت گردی،تشدد پسندی اوررشوت سے آراستہ ملک کتنے موثر طریقے سے ان بلاؤں کا مقابلہ کریگا؟

اس شہرمیں عام آدمی کی زندگی ازحد مشکل ہے۔نیروبی میں دنیا کی سب سے بڑی کچی بستی موجود ہے۔اس میں لاکھوں لوگ جانوروں اورانسانوں کے درمیانی سطح کی زندگی گزاررہے ہیں۔غربت اورافلاس کوآپ اس شہراورملک کے قریہ قریہ اوربستی بستی محسوس کرسکتے ہیں۔لوگوں کے کپڑے،رہن سہن کا انداز،انکے جوتوں اورحسرت بھری نگاہوں سے ہرچیز واضح طورپرنظرآتی ہے۔مگرتصویرکا دوسرارخ بھی موجود ہے۔یہاں دولت صرف اورصرف ایک طبقہ تک محدود ہے۔یہ بالائی طبقہ ہرطرح کی سہولت سے مزین زندگی گزاررہاہے۔قیمتی گاڑیاں،دیدہ زیب لباس اورپُرتعیش زندگی کا سٹائل انتہائی سفاک طریقے سے نظرآتا ہے۔یہاں ایک طرف لوگ شہرکی کچی بستی میں رہ رہے ہیں توبالکل اسی طرح،اس نیروبی شہرمیں چندسوافرادانتہائی عیش وآرام سے رہ رہے ہیں۔انکے گھروں میں درجنوں نوکرہیں۔انکے پاس انتہائی بڑے گھراورفارم ہاؤس ہیں۔دولت کا یہ ارتکازانتہائی مصنوعی ہے۔اس ملک کا اصل مسئلہ بھی یہی ہے۔امیرشخص انتہائی امیرہے اورغریب کا ذکرکرنا توبالکل لاحاصل ہے!جب تک اس معاشی فرق کوکم نہیں کیا جاتا،تمام مسائل جوں کے توں رہینگے۔بلکہ میری دانست میں یہ خوفناک طریقے سے بڑھے گے۔شائدمہلت کم رہ گئی ہے!

نیروبی سے سوکلومیٹرکے لگ بھگ "نواشا جھیل "ہے۔اس شہرسے دوگھنٹے کی مسافت پرہے۔سڑک درمیانی سطح کی ہے۔مگر"نواشاجھیل" کا سفرانتہائی یادگاراوراچھوتا تجربہ تھا۔وہاں بارش کے پانی سے آراستہ جھیل کوحکومت نے انتہائی دانائی سے سیاحت کیلیے ایک دلکش تجربہ بنادیاہے۔ہماراپوراوفداس جھیل کے قریب پہنچا۔ہرطرف نجی شعبہ نے پرائیویٹ ہوٹل یالاجز بنادی ہیں۔انکی تعداددرجنوں میں ہے۔ہم لوگ"سمبالاج"میں گئے۔وہ انتہائی خوبصورت اورسبزہ سے بھرپورجگہ ہے۔ٹھہرنے کے کمرے،سیاحوں کیلیے تمام انتظام زندگی موجود ہے۔مگریہ اس جگہ کا اصل جادونہیں ہے۔"سمبالاج" کی عمارت کے اردگردایک جنگل موجود ہے۔اس جنگل میں درجنوں جانورہروقت موجودرہتے ہیں۔زیبرے،چیتل،ہرن،بندراورانتہائی خوبصورت پرندے اس طرح اس جگہ کوپُرکشش بنادیتے ہیں کہ ان سے نظراٹھانامشکل ہوجاتی ہے۔یہ تمام جانورلوگوں سے بالکل نہیں گھبراتے۔اگرآپ انکے بہت قریب چلے جائیں توپھریہ آرام سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔لاج کے ڈائنگ روم بلکہ ہرکمرے سے یہ جانورنظرآتے ہیں۔اس لاج کے مالک

کا نام میں بھول رہا ہوں۔ اسکا تعلق پاکستان یا ہندوستان سے ہے۔ میں نے زیبرے کے جسم پر کالے رنگ کی دھاریوں کو بڑے قریب سے دیکھا۔ چند پرندے اتنے رنگ برنگے تھے کہ لگتا تھا کہ قدرت نے ان پر مختلف رنگوں کی بارش اور آمیزش کردی ہے! مگر حیرت کدہ یہاں ختم نہیں ہوتا۔ لاج سے چند سو گز پر جھیل موجود ہے۔ وہاں ہوٹل نے موٹر بورٹس کا انتظام کر رکھا ہے۔ تیس ڈالر لیکر ایک گھنٹے کی آبی سیر کرواتے ہیں۔ اس جھیل میں جانے کے بعد آپکو قدرت کا ایک اور نظارہ دم بخود کر دیتا ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں "دریائی گھوڑے"۔ یہ کشتی کی آواز سن کر فوراً پانی میں چھپ جاتے ہیں۔ مگر تھوڑی دیر بعد وہ سانس لینے کیلیے دوبارہ پانی کی سطح سے اوپر آتے ہیں۔ قدرتی ماحول میں اس مہیب جانور کو دیکھنا ایک دلکش نظارہ ہے۔ کینیا میں کسی قسم کا شکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس پر مکمل پابندی ہے۔ شکار کو روکنے کیلیے ایک خاص پولیس بنائی گئی ہے۔ انکو ہر سہولت مہیا کی گئی ہے۔ مجھے پولیس کے مقامی افسر نے بتایا کہ اگر ایک بھی گینڈے کا شکار ہو جائے تو جواب طلبی قصر صدارت سے شروع ہوتی ہے۔ میں نے یہ چیز یہاں محسوس کی ہے کہ ان لوگوں کو اپنے جانوروں سے عشق ہے۔ سیاحت نے انکو ترقی کرنے کے مواقع اور روزگار فراہم کیا ہے۔ کچھ عرصے پہلے تک یہاں سالانہ لاکھوں مغربی سیاح آتے تھے۔ ان سے کینیا کو اربوں ڈالر کی کمائی ہوتی تھی۔ مگر دہشت گردی سے اب سیاحت دم توڑتی نظر آ رہی ہے۔

اس ملک کی مٹی سرخی مائل ہے! شائد صدیوں کی غلامی نے اس رنگ کو خاکی سے سرخ بنا دیا ہے! شائد لاکھوں غلاموں کا خون اس میں شامل ہو چکا ہے! یہ مٹی اتنی طاقت ور ہے کہ آپ اس پر کوئی بیج پھینک دیں، وہ خود بخود پھل پھول کر درخت بن جائیگا! ہر طرف سبزہ کو زندگی دینے والی مٹی میری نظر میں بالکل بے جان ہے! ہمارے ملک کی خاکی زمین کی طرح! یہ سرخی مائل زمین پوری طاقت رکھنے کے باوجود اتنی کمزور ہے کہ کوئی ایسا سیاسی قائد پیدا نہیں کر سکی جو اسکو دہشت گردی، کرپشن اور تشدد سے محفوظ رکھ سکے! میری نظر میں یہ مٹی بالکل بے جان ہے! بالکل ہماری طرح!

راؤ منظر حیات

Dated:28-11-2014